تحقیق مسئلہ تقلید

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال نمبرا: تقلید کا لغوی اور شرعی معنیٰ کیا ہے؟

جواب: تقلید کا لغوی معنیٰ

تقلید کا معنیٰ لغت میں پیروی ہے، اور لغت کے اعتبار سے تقلید، اتباع، اطاعت اور اقتداء سب ہم معنیٰ ہیں۔ تقلید کے لفظ کا مادہ قلادہ ہے۔ یہ قلادہ جب انسان کے گلے میں ڈالا جائے تو ہار کہلاتا ہے اور جب جانور کے گلے میں ڈالا جائے تو پٹہ کہلاتا ہے۔ ہم چونکہ انسان ہیں اس لیے انسانوں والا معنیٰ بیان کرتے ہیں اور جانوروں کو جانوروں والا معنی پسند ہے۔

تقلید کا شرعی معنیٰ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ تقلید کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلاوے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا" (الاقتصاد ص ۵)

تقلید کی تعریف کے مطابق راوی کی روایت کو قبول کرنا تقلید فی الروایت ہے اور مجتہد کی درایت کو قبول کرنا تقلید فی الدرایت ہے۔ کسی محدث کی رائے سے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف ماننا بھی تقلید ہے اور کسی محدث کی رائے سے کسی راوی کو ثقہ یا مجہول یا ضعیف ماننا بھی تقلید ہے۔ کسی امتی کے بنائے ہوئے اصول حدیث، اصول تفسیر، اصول فقہ کو ماننا بھی تقلید ہے۔

تقلید جائز اور ناجائز

جس طرح لغت کے اعتبار سے کتیا کے دودھ کو بھی دودھ ہی کہا جاتا ہے اور

بھینس کے دودھ کو بھی دودھ ہی کہتے ہیں۔ مگر حکم میں حرام اور حلال کا فرق ہے اسی طرح تقلید کی بھی دو قسمیں ہیں۔ اگر حق کی مخالفت کے لیے کسی کی تقلید کرے تو یہ مذموم ہے جیسا کہ کفار و مشرکین، خدا اور رسول ﷺ کی مخالفت کے لیے اپنے گمراہ وڈیروں کی تقلید کرتے تھے۔ اگر حق پر عمل کرنے کے لیے تقلید کرے کہ میں مسائل کا براہ راست استنباط نہیں کر سکتا اور مجتہد کتاب وسنت کو ہم سے زیادہ سمجھتا ہے۔ اس لیے اس سے خدا و رسول ﷺ کی بات سمجھ کر عمل کرے تو یہ تقلید جائز اور واجب ہے۔

ا: کن مسائل میں تقلید کی جاتی ہے؟

صرف مسائل اجتہادیہ میں تقلید کی جاتی ہے اور حدیث معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جس کو نواب صدیق حسن خاں صاحب حدیث مشہور فرماتے ہیں۔ الروضہ الندیہ ج ۲ ص ۲۴۶) میں اجتہاد کا مقام متعین ہے کہ جو مسئلہ صراحۃً کتاب وسنت سے نہ ملے اس کا حکم رائے اور اجتہاد کے اصولوں سے کتاب وسنت سے مجتہد اخذ کرے گا۔

نوٹ: محدثین کا اصول حدیث بنانا، کسی حدیث کو صحیح، ضعیف کہنا کسی راوی کو ثقہ یا مجروح قرار دینا بھی ان کا اجتہاد ہے۔

ب: کن کی تقلید کی جائے؟

ظاہر ہے کہ مسائل اجتہادیہ میں مجتہد کی ہی تقلید کی جائے گی اور مجتہد کا اعلان ہے کہ **القیاس مظهر لا مثبت** (شرح عقائد نسفی) کہ ہم کوئی مسئلہ اپنی ذاتی رائے سے نہیں بتاتے بلکہ ہر مسئلہ کتاب وسنت و اجماع سے ہی ظاہر کر کے بیان کرتے ہیں اور مجتہدین کا اعلان ہے کہ ہم پہلے مسئلہ قرآن پاک سے لیتے ہیں وہاں نہ ملے تو سنت سے، وہاں نہ ملے تو اجماع صحابہؓ سے، اگر صحابہؓ میں اختلاف ہو جائے تو جس طرف خلفائے راشدینؓ ہوں اس سے لیتے ہیں اور اگر یہاں بھی نہ ملے تو اجتہادی قاعدوں سے اسی طرح مسئلہ کا حکم تلاش کر لیتے ہیں جس طرح حساب دان ہر نئے سوال کا جواب حساب کے قواعد کی مدد سے معلوم کر لیتا ہے اور وہ جواب اس کی ذاتی

رائے نہیں بلکہ فن حساب کا ہی جواب ہوتا ہے۔

(ج) کون تقلید کرے؟

ظاہر ہے کہ حساب دان کے سامنے جب سوال آئے گا تو وہ خود حساب کے قاعدوں سے سوال کا جواب نکال لے گا اور جس کو حساب کے قاعدے نہیں آتے وہ حساب دان سے جواب پوچھ لے گا۔ اسی طرح مسائل اجتہادیہ میں کتاب وسنت پر عمل کرنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ جو شخص خود مجتہد ہوگا وہ خود قواعد اجتہادیہ سے مسئلہ تلاش کر کے کتاب وسنت پر عمل کرے گا اور غیر مجتہد یہ سمجھ کر کہ میں خود کتاب وسنت سے مسئلہ استنباط کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اس لیے کتاب وسنت کے ماہر سے پوچھ لوں کہ اس میں کتاب وسنت کا کیا حکم ہے۔ اس طرح عمل کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔ اور مقلد ان مسائل کو ان کی ذاتی رائے سمجھ کر عمل نہیں کرتا بلکہ یہ سمجھ کر کہ مجتہد نے ہمیں مراد خدا اور مراد رسول ﷺ سے آگاہ کیا ہے۔

غیر مقلد کی تعریف

نوٹ(۱): مجتہد اور مقلد کا مطلب تو آپ نے جان لیا اب غیر مقلد کا معنیٰ بھی سمجھ لیں کہ جو نہ خود اجتہاد کر سکتا ہو اور نہ کسی کی تقلید کرے یعنی نہ مجتہد ہو نہ مقلد۔ جیسے نماز باجماعت میں ایک امام ہوتا ہے باقی مقتدی۔ لیکن جو شخص نہ امام ہو نہ مقتدی، کبھی امام کو گالیاں دے کبھی مقتدیوں سے لڑے یہ غیر مقلد ہے یا جیسے ملک میں ایک حاکم ہوتا ہے باقی رعایا۔ لیکن جو نہ حاکم ہو نہ رعایا بنے وہ ملک کا باغی ہے۔ یہی مقام غیر مقلد کا ہے۔

نوٹ(۲): غیر مقلدین میں اگرچہ کئی فرقے اور بہت سے اختلافات ہیں۔ اتنے اختلافات کسی اور فرقے میں نہیں ہیں مگر ایک بات پر غیر مقلدین کے تمام فرقوں کا اتفاق اور اجماع ہے وہ یہ ہے کہ غیر مقلدوں کو نہ قرآن آتا ہے، نہ حدیث۔ کیونکہ

نواب صدیق حسن خاں، میاں نذیر حسین، نواب وحید الزمان، میر نور الحسن، مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ نے جو کتابیں لکھی ہیں، اگر چہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن وحدیث کے مسائل لکھے ہیں، غیر مقلدین کے تمام فرقوں کے علماء اور عوام بالاتفاق ان کتابوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر چکے ہیں بلکہ برملا تقریروں میں کہتے ہیں کہ ان کتابوں کو آگ لگا دو۔ گویا سب غیر مقلدین کا اجماع ہے کہ ہر فرقہ کے غیر مقلد علماء قرآن وحدیث پر جھوٹ بولتے ہیں انہیں قرآن وحدیث نہیں آتا وہ غلط گندے اور نہایت شرمناک مسائل لکھ لکھ کر قرآن وحدیث کا نام لے دیتے ہیں اس لیے وہ کتابیں اجماعاً مردود ہیں اور یہ سب جاہل ہیں۔

سوال دوم

لفظ تقلید کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے یا نہیں؟

الجواب

قرآن پاک نے ان مقدس جانوروں کو جو خاص خانہ کعبہ کی نیاز ہیں، قلائد فرمایا ہے اور ان کی بے حد تعظیم وحرمت کا حکم فرمایا ہے اور ان مقلدین کی بے حرمتی کرنے والوں کو عذاب شدید کی دھمکی دی ہے۔ البتہ کسی خنزیر، کتے وغیرہ کو قلائد بنانے کی اجازت ہرگز نہیں دی ہے۔

نوٹ(۱) اصول حدیث میں مرسل، مدلس، معضل وغیرہ جس قدر اصطلاحی الفاظ محدثین نے استعمال کیے ہیں، ان الفاظ کا ان ہی اصطلاحی معنوں میں قرآن وحدیث میں ہونا ثابت فرمادیں یا اصول حدیث کا انکار کر دیں۔

نوٹ(۲) سائل نے سوال میں صرف قرآن وحدیث کا ذکر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ سائل اجماع کو دلیل شرعی نہیں مانتا۔ اگر واقعہ ایسا ہے تو سائل انکار اجماع کی وجہ سے دوزخی ہے اور سائل قیاس شرعی کو بھی شاید دلیل شرعی نہیں مانتا تو اس کے بدعتی

ہونے میں کچھ شک نہیں کیونکہ انکار قیاس کی بدعت نظام معتزلی نے جاری کی تھی۔

ائمہ مجتہدین کے اتباع کے لیے تقلید کا لفظ اسی اجماع اور تواتر کے ساتھ امت میں استعمال ہوتا چلا آ رہا ہے جس طرح اصول حدیث، اصول تفسیر، اصول فقہ، قواعد صرف ونحو تواتر کے ساتھ مستعمل ہیں۔ محدثین کے حالات میں جو کتابیں محدثین نے مرتب فرمائی ہیں وہ چار ہی قسم کی ہیں: طبقات حنفیہ، طبقات شافعیہ، طبقات مالکیہ اور طبقات حنابلہ، طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب کسی محدث نے تحریر نہیں فرمائی۔

سوال سوم

کیا قرآن وحدیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید کرو؟

الجواب

قرآن پاک میں قرآن کی تلاوت کا حکم موجود ہے مگر ان دس قاریوں کا نام مذکور نہیں جن کی قراءتوں پر آج ساری دنیا تلاوت قرآن کر رہی ہے اور نہ یہ حکم ہے کہ ان دس قاریوں میں سے کسی ایک قاری کی قراءۃ پر قرآن پڑھنا ضروری ہے مگر ہمارے ملک پاک و ہند میں سب مسلمان قاری عاصم کوفیؒ کی قراءۃ اور قاری حفص کوفیؒ کی روایت پر قرآن پڑھتے ہیں۔ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ ساری زندگی ایک قرأت پر قرآن پڑھنا کفر ہے یا شرک یا حرام یا جائز۔

اسی طرح کتاب وسنت سے سنت کا واجب العمل ہونا ثابت ہے مگر نام لے کر بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ کو صحاح ستہ نہیں کہا گیا۔ نہ بخاری و مسلم کو صحیحین کہا گیا۔ نہ بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا گیا جس طرح ان دس قاریوں کا قاری ہونا اجماع امت سے ثابت ہے، اسی طرح اصحاب صحاح ستہ کا محدث ہونا اجماع امت سے ثابت ہے، اسی طرح ان چاروں اماموں کا مجتہد ہونا اجماع امت سے ثابت ہے اور مجتہد کی تقلید کا حکم کتاب وسنت سے ثابت ہے۔

نوٹ: سائل نے یہ سوال اصل میں شیعہ سے سرقہ کیا ہے کیونکہ کوئی اہل سنت یہ سوال نہیں کرتا، شیعہ کے ان سوالات کا ذکر ابن تیمیہؒ نے منہاج السنہ میں کیا ہے اور بعض کا ذکر شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے تحفہ اثنا عشریہ میں کیا ہے۔ اس ملک میں جب انگریز آیا اور اس نے لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی کو اپنایا تو یہاں غیر مقلدین کا فرقہ پیدا ہوا جس کا مشن یہ تھا کہ انگریز کے خلاف جہاد حرام اور مسلمانوں کی مساجد میں فساد فرض۔ یہاں کے سب مسلمان مکہ اور مدینہ کو مرکز اسلام مانتے تھے۔ ان مراکز اسلام سے جب اس فرقہ کے بارے میں فتویٰ لیا گیا تو انہوں نے بالاتفاق ان کو گمراہ قرار دیا۔ (دیکھو تنبیہ الغافلین) ان لوگوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے مایوس ہو کر یمن کے زیدی شیعوں کی شاگردی اختیار کر لی اور قاضی شوکانی، امیر یمانی کے افکار کو اپنا لیا۔ وہاں سے ہی یہ سوالات درآمد کیے گئے اور اہل اسلام کے دل میں وسوسے ڈالے گئے اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے۔ آج تک اس بدعتی فرقہ کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ ان سوالات کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مفتی صاحبان کے سامنے پیش کر کے فتویٰ حاصل کریں کیونکہ ان کو کامل یقین ہے کہ وہاں سے سوالات کا جواب ہمارے خلاف آئے گا۔

اب سوال یہ ہے کہ شیعہ کو ایسا سوال کیوں کرنا پڑا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شیعہ اپنے بارہ اماموں کو منصوص من اللہ مانتے ہیں اس لیے اہل سنت والجماعت نے ان بارہ کے ناموں کی نص پیش کرنے کا مطالبہ کیا۔ شیعہ اپنے ائمہ کے بارے میں نص پیش نہ کر سکے تو لاجواب ہو کر اہل سنت والجماعت سے مطالبہ کر دیا کہ تم چاروں اماموں کے نام کی نص پیش کرو حالانکہ اہل سنت والجماعت ائمہ اربعہ کو منصوص من اللہ مانتے ہی نہیں تو نص کا مطالبہ ہی غلط ہے۔ ہاں ہم اہل سنت والجماعت باجماع امت ان کا مجتہد ہونا مانتے ہیں۔

سوال چہارم

چاروں اماموں سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں مثلاً صحابہ کرامؓ سے لے کر امام ابوحنیفہؒ تک یہ لوگ کس امام کی تقلید کرتے تھے۔ یا اس وقت تقلید واجب نہ تھی؟

الجواب

یہ سوال بھی کسی اہل سنت والجماعت محدث یا فقیہ نے پیش نہیں کیا بلکہ یہ سوال بھی شیعہ کی طرف سے اٹھا تھا۔ صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: ''صحابہؓ دو گروہ تھے۔ مجتہد اور مقلد'' (قرۃ العینین) یہ سب صحابہؓ عربی دان تھے لیکن بقول ابن القیمؒ ان میں اصحاب فتویٰ صرف ۱۴۹ تھے۔ جن میں سے سات مکثرین ہیں۔ یعنی انہوں نے بہت زیادہ فتوے دیئے۔ ۲۰ صحابہؓ متوسطین ہیں۔ جنہوں نے کئی ایک فتوے دیے۔ اور ایک سو بائیس مقلین ہیں جنہوں نے بہت کم فتوے دیئے۔ ان مفتی صحابہ کرامؓ کے ہزاروں فتاویٰ مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، تہذیب الآثار، معانی الآثار وغیرہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں جن میں ان مفتی صاحبان نے صرف مسئلہ بتایا، ساتھ بطور دلیل کوئی آیت یا حدیث نہیں سنائی اور باقی صحابہؓ نے بلا مطالبہ دلیل ان اجتہادی فتاویٰ پر عمل کیا اسی کا نام تقلید ہے۔ ان مفتی صحابہؓ کے بارے میں شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

ثُمَّ اِنَّهُمْ تَفَرَّقُوْا فِي الْبِلَادِ وَصَارَ كُلٌّ وَاحِدٍ مُقْتَدِي نَاحِيَةٍ مِنَ النَّوَاحِيْ

کہ صحابہؓ متفرق شہروں میں پھیل گئے اور ہر علاقہ میں ایک ہی صحابی کی تقلید ہوتی تھی۔ (الانصاف ص ۳)

مثلاً مکہ میں حضرت ابن عباسؓ کی مدینہ میں حضرت زید بن ثابتؓ، کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، یمن میں حضرت معاذؓ اور بصرہ میں حضرت انسؓ کی تقلید ہوتی تھی۔ پھر ان کے بعد تابعین کا دور آیا تو شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: فعند

ذٰلِکَ صَارَ لِکُلِّ عَالِمٍ مِنَ التَّابِعِیْنَ مَذْھَبَ عَلٰی حَیَالِہٖ فَانْتَصَبَ فِیْ کُلِّ بَلَدِ اِمَامٌ (الانصاف ص٦) یعنی ہر تابعی عالم کا ایک مذہب قرار پایا اور ہر شہر میں ایک ایک امام ہو گیا۔ لوگ اس کی تقلید کرتے۔ صدر الائمہ مکی فرماتے ہیں کہ حضرت عطاء خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے ہاں تشریف لے گئے تو خلیفہ نے پوچھا کہ آپ شہروں کے علماء کو جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں تو خلیفہ نے پوچھا کہ اہل مدینہ کے فقیہ کون ہیں؟ فرمایا: نافع، مکہ میں عطاءؒ، یمن میں طاؤس، یمامہ میں یحیٰی بن کثیر، شام میں مکحول، عراق میں میمون بن مہران، خراسان میں ضحاک بن مزاحم، بصرہ میں حسن بصری، کوفہ میں ابراہیم نخعی (مناقب موفق ص ۷) یعنی ہر علاقہ میں ایک ہی فقیہ کے فقہی فتاویٰ پر عمل درآمد ہوتا تھا یہ واقعہ امام حاکم نے بھی معرفت علوم حدیث میں لکھا ہے۔ اس لیے امام غزالیؒ فرماتے ہیں: ''تقلید پر سب صحابہؓ کا اجماع ہے کیونکہ صحابہؓ میں مفتی فتویٰ دیتا تھا اور ہر آدمی کو مجتہد بننے کے لیے نہیں کہتا تھا اور یہی تقلید ہے اور یہ عہد صحابہؓ میں تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ (المستصفی ج ۲ ص ۳۸۵)

علامہ آمدی فرماتے ہیں صحابہؓ اور تابعینؒ کے زمانہ میں مجتہدین فتویٰ دیتے تھے مگر ساتھ دلیل بیان نہیں کرتے تھے اور نہ ہی لوگ دلیل کا مطالبہ کرتے تھے اور اس طرز عمل پر کسی نے انکار نہیں کیا، بس یہی اجماع ہے کہ عامی مجتہد کی تقلید کرے۔ شاہ ولی اللہؒ شیخ عزالدین بن سلامؒ سے نقل کرتے ہیں۔

ان النَّاسَ لَمْ یَزَالُوْا عَنْ زَمَنِ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اِلٰی اَنْ ظَھَرَتِ الْمَذَاھِبِ لَا رْبَعَۃُ یُقلدون من اتفق من العلماء من غیر نکیر من احد یعتبر انکارہ، ولو کان ذالک باطلا لا نکروہ۔ (عقد الجید ص ۳۶)

اور خود فرماتے ہیں:

فهذا كيف ينكره احد مع ان الا ستفتاء لم يزل بين المسلمين من عهد النبى صلى الله عليه وسلم ولا فرق بين ان يستفتى هذا دائما ويستفتى هذا حينا بعد ان يكون مجمعا على ماذكرناه۔ (عقدالجید ص ۳۹)

یعنی دور صحابہؓ وتابعینؒ سے تقلید تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور اس دور میں ایک شخص بھی منکر تقلید نہ تھا چونکہ ان صحابہؓ اور تابعینؒ کی مرتب کی ہوئی کتابیں آج موجود نہیں جو متواتر ہوں۔ ہاں ان کے مذاہب کو ائمہ اربعہ نے مرتب کرا دیا تو اب ان کے واسطہ سے ان کی تقلید ہو رہی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے صحابہؓ وتابعینؒ بھی یہی قرآن پاک تلاوت فرماتے تھے مگر اس وقت اس کا نام قرأۃ حمزہ نہ تھا۔ صحابہؓ وتابعینؒ بھی یہی احادیث مانتے تھے مگر رواہ البخاری اور رواہ مسلم نہیں کہتے تے۔ یہ سوال سائل کا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کیا دس قاریوں سے پہلے قرآن نہیں پڑھا جاتا تھا؟ یا صحابہؓ وتابعینؒ میں نہ کسی نے بخاری پڑھی نہ مشکوٰۃ۔ کیا اس زمانہ میں حدیث کا ماننا اسلام میں ضروری نہ تھا؟

سوال پنجم

کیا چاروں اماموں کے بعد کوئی مجتہد پیدا نہیں ہوا؟ اور اب کوئی مجتہد پیدا ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ سوال تاریخ سے تعلق رکھتا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ ''۳۰۰ھ کے بعد کوئی مجتہد مطلق پیدا نہیں ہوا'' اور امام نوویؒ نے بھی شرح مہذب میں یہی فرمایا ہے۔ اب مجتہد مطلق کا آنا نہ تو محال شرعی ہے نہ ہی محال عقلی ہاں محال مادی ہے۔ لیکن وہ آکر کیا کرے گا؟ کیا اگر کوئی آج کا محدث دعویٰ کرکے

ساری صحیح بخاری کو غلط قرار دے اور حدیث اور محدثین کی عظمت کو ختم کرے تو اس سے دین کا کیا فائدہ ہوگا۔ اسی طرح کوئی مجتہد بن کر پہلے سارے علمی سرمائے سے اعتماد ختم کرے تو کیا فائدہ؟

سوال ششم

ایک امام کی تقلید واجب ہونے کے کیا دلائل ہیں؟ اور واجب کی تعریف اور حکم بھی بیان کریں؟

الجواب

اس ملک میں یہ سوال ہی غلط ہے کیونکہ جیسے یمن میں صرف حضرت معاذ مجتہد تھے اور سب لوگ ان کی ہی تقلید کرتے تھے اسی طرح اس ملک میں مدارس، مساجد، مفتی صرف اور صرف سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مذہب کے ہیں۔ دوسرے کسی مذہب کے مفتی موجود ہی نہیں کہ عوام ان سے فتویٰ لیں۔ اس لیے یہاں تو ایک ہی امام متعین ہے۔ جیسے کسی گاؤں میں ایک ہی مسجد ہو اور ایک ہی امام کے پیچھے ساری نمازیں پڑھنی واجب ہیں، ایک ہی ڈاکٹر ہو سب اسی سے علاج کرواتے ہیں۔ ایک ہی قاری ہو سب اسی سے قرآن پڑھ لیتے ہیں اس لیے یہاں ایک ہی امام کی تقلید واجب ہے جیسے مقدمتہ الواجب واجب کہا جاتا ہے۔ اس کے بغیر دین پر عمل کرنا ناممکن ہے کوئی شخص ایک رکعت نماز بھی نہیں پڑھ سکتا اور تارک اس تقلید کا فاسق ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں اور صاحب جمع الجوامع فرماتے ہیں کہ ”عامی پر ایک امام کی تقلید واجب ہے۔ (عقد الجید ص ۵۰) اور دلیل اس کی اجماع ہے۔
(الاشباہ ج ص ۱۴۳)

سوال ہفتم

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں اور آپ کی تقلید بھی کرتے ہیں مگر انہوں نے بہت سے مسائل میں امام صاحب کی مخالفت کیوں کی؟

الجواب

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ یہ دونوں حضرات خود مجتہد فی المذہب ہیں اور مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید واجب نہیں ہوتی۔ ہاں اگر اپنے سے بڑے مجتہد کی تقلید کرے تو جائز ہے۔

سوال ہشتم

کیا کسی امام نے اپنی تقلید کرنے کا حکم دیا ہے؟

جواب

ائمہ اربعہؒ کے اقوال مختلف کتابوں میں موجود ہیں جن میں ان حضرات نے واضح طور پر کہا ہے کہ ہماری ہر اس بات کو مانو جو قرآن وسنت کے موافق ہو اور جو خلاف ہو جائے اس کو مت مانو۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنے اقوال پر عمل کی ترغیب دے رہے ہیں اور یہ بھی بتا رہے ہیں کہ ان کے اقوال قرآن وسنت کے موافق ہیں اور وہ قرآن وسنت کی مخالفت نہیں کرتے پس اس سے ان کی تقلید کا حکم ان کے اپنے اقوال سے ثابت ہوا۔

سوال نہم:

جو لوگ چاروں اماموں میں سے کسی امام کی تقلید نہیں کرتے۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:

موجودہ دور میں جو لوگ ائمہ اربعہؒ میں سے کسی ایک امام کی تقلید نہیں کرتے وہ فاسق ہیں۔ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں اور حرمین شریفین کے فتووں کے مطابق ان پر تعزیر واجب ہے۔

سوال دہم:

کیا مسئلہ تقلید پر اردو زبان میں بھی کوئی کتاب لکھی گئی ہے جسے پڑھ کر اس

مسئلہ کو اچھی طرح سمجھا جا سکے؟

جواب:

اس مسئلہ پر بے شمار کتابیں موجود ہیں۔ چند کے نام لکھ دیتا ہوں:

(۱) تقلید کی شرعی حیثیت (۲) الکلام المفید فی اثبات التقلید (۳) تقلید ائمہ اور مقام امام ابوحنیفہؒ (۴) الاقتصاد (۵) تنقیح التقلید (۶) خیر التنقید (۷) اجتہاد اور تقلید (۸) تقلید شخصی (۹) توفیر الحق (۱۰) تنویر الحق (۱۱) تحفۃ العرب والعجم (۱۲) تقلید اور امام اعظمؒ (۱۳) سبیل الرشاد (۱۴) ادلہ کاملہ (۱۵) ایضاح الادلہ (۱۶) مدار الحق بجواب معیار الحق (۱۷) انتصار الحق بجواب معیار الحق (۱۸) تنقید فی بیان التقلید وغیرہ وغیرہ۔